مقام محبت

حافظ محمد زمان خان چشتی سیالوی

بزم عشاق

ادارہ نجم الھدیٰ جامع مسجد عمر رضی اللہ عنہ نیو پٹھان والا جھنگ روڈ فیصل آباد
0300-6661755

مقامِ محبت

نحمده ونصلی ونسلم علی رسوله الکریم

اما بعد

فاعوذ باالله امن الشیطن الرجیم

بسم الله الرحمن الرحیم

فسوف یاتی الله بقوم یحبهم ویحبونه عنقریب اللہ تعالیٰ ایسے لوگ لائے گا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت کریں گے اور اللہ کریم ان کے ساتھ محبت فرمائے گا۔ (المائدہ ۵۴) ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا! قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم الله اے محمد ﷺ آپ فرمادیں کہ اگر تم اللہ کریم کے ساتھ محبت کرنا چاہتے ہو تو میری اطاعت کرو اللہ کریم تم سے محبت فرمائے گا (آل عمران ۳۱)۔

☆ امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے نقل فرماتے ہیں کہ راحت دو جہاں ﷺ نے فرمایا۔ اے اللہ میں تجھ سے نیکی کرنے، برائی ترک کرنے اور مساکین کی محبت کا سوال کرتا ہوں اور تیری رحمت اور مغفرت کا سوال کرتا ہوں اور جب تو کسی قدم کو آزمانے کا ارادہ کرے تو مجھے بغیر کسی آزمائش کے ہی اپنی بارگاہ میں بلا لے اور تجھ سے تیری محبت اور تیرے چاہنے والوں کی محبت اور ایسے عمل کا سوال کرتا ہوں جو مجھے تیری محبت کے قریب کر دے۔ (الحدیث)

ابن ساریہ فرماتے ہیں۔ محبوب کریم ﷺ ان الفاظ سے دعا فرمایا کرتے تھے۔ اے اللہ اپنی محبت کو میری جان، سمع و بصر اور میرے اہل و عیال سے بھی زیادہ محبوب بنا دے۔ راحت دو جہاں ﷺ نے اس حدیث پاک میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے خالص محبت کا سوال کیا ہے اور خالص محبت یہ ہے کہ کائنات کی ہر شے سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ سے محبت کی جائے۔ محبت اسلام کا جوہر اور اصل ہے۔ محبت ہی روحِ تصوف اور اس کا منبع ہے اور محبت پر ہی اسلام کا دارومدار ہے۔

یہی اسلام کے انوار وتجلیات کا محور ہے اور یہ انتہائی ضروری ہے کہ محبت خالص اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کے لئے ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ فسوف یابی اللہ بقوم یحبھم ویحبونہ عنقریب اللہ تعالیٰ ایسی قوم لائے گا کہ وہ اللہ کے ساتھ محبت کرے گی اور اللہ کریم ان کے ساتھ محبت فرمائے گا۔ (المائدہ ۵۴) پھر فرمایا! والذین امنو اشد حبا للہ ایمان والے اللہ کریم کے ساتھ محبت کرتے ہیں۔ (البقرہ ۱۶۵)

صوفیائے کرام کا محبت کے حال یا مقام ہونے میں اختلاف ہے۔ امام طوسی فرماتے ہیں۔ ''محبت حال ہے، مقام نہیں'' اور ان کے نزدیک محبت کے تین مراتب ہیں۔

۱۔ عوام الناس کی محبت

یہ محبت اللہ تعالیٰ کے ان پر احسان اور مہربانی کرنے سے پیدا ہوتی ہے اور اس کی دلیل محبوب کریم ﷺ کا یہ ارشاد ہے۔ آپ نے فرمایا ''دلوں کی فطرت ہے کہ کوئی ان پر احسان کرے اس سے محبت کرتے ہیں اور جو ان کے ساتھ اسانت کرے اس کے ساتھ وہ نفرت کرتے ہیں۔''

۲۔ صادقین اور متحققین کی محبت

یہ محبت دل میں اس وقت پیدا ہوتی ہے جب دل اللہ تعالیٰ کی عظمت اور بزرگی اور علم و قدرت کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔

۳۔ صدیقین اور متحققین کی محبت

یہ لوگ محبت خداوندی کو بغیر سبب اور علت کے مقدم رکھتے ہیں اور وہ باری تعالیٰ کو بغیر کسی علت کے چاہتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ امام طوسی رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک محبت ایک حال ہے جو بندے کو بغیر محنت اور بغیر کسی عمل کے عطا کیا جاتا ہے۔ لیکن امام سہروردی رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک محبت حال بھی ہے اور مقام بھی۔ وہ فرماتے ہیں کہ محبت کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ محبت عام ۲۔ محبت خاص

وہ اپنی کتاب عوارف المعارف میں فرماتے ہیں۔ ''بعض مشائخ نے محبت کو روحانی مقامات میں شامل کیا ہے۔ایسی صورت میں اس سے مراد وہ عام محبت ہے جس میں انسان کی تدبیر اور کوشش کو دخل حاصل ہو۔''

محبت خاص' محبت ذات ہے۔ جو مشاہدہ روح سے پیدا ہوتی ہے اور اسی محبت میں سکرات لاحق ہوتے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنی بندے پر احسان اور عنایت ہے۔اس کا تعلق احوال سے ہے کیونکہ یہ محض عطیہ خداوندی ہے۔ اس میں تدبیر اور کوشش کا کوئی عمل دخل نہیں۔ جب ان کی یہ خاص محبت صحیح طریقے سے نمودار ہو جائے تو یہ لوگ ارشاد خداوندی کے مطابق مومنوں سے عاجزی اختیار کرتے ہیں کیونکہ عاشقِ صادق محبوب اور اس کے پسندیدہ لوگوں کے سامنے عاجزی اختیار کرتا ہے۔

اسی طرح امام شعرانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ''محبت کا تعلق حال سے بھی ہے اور مقام سے بھی۔'' ان کے نزدیک محبت وہ مقام ہے جو بندے کو مجاہدے' ریاضت اور تصفیہ قلب سے حاصل ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ اس پر اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد صادق آتا ہے۔ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم اپنے راستے دکھادیں گے۔ (العنکبوت ٦٩)

محبت حال بھی ہے جو بندے کو بغیر کسی محبت کے من جانب اللہ عطا ہوتا ہے۔ قطب الاقطاب امام ابوالحسن شاذلی رحمتہ اللہ علیہ محبّ کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حقیقی محبّ وہ ہے جو اپنے دل کو غیر اللہ سے پاک رکھتا ہے اور اپنے دل کے دروازے پر پہرے دار بن کر کھڑا ہو جاتا ہے اور شیطان اور اس کے وسوسے' نفس اور اس کی خواہشات اور مختلف قسم کے امراض سے دفاع کرتا ہے۔ ابن عطاء سکندری فرماتے ہیں کہ حقیقی محبّ وہ ہے کہ جس کے دل پر اس کے محبوب کے علاوہ کسی دوسرے کا غلبہ نہ ہو اور محبوب کی مشیت کے علاوہ اس کی کوئی مرضی نہیں۔

امام سعرانی رحمتہ اللہ علیہ جن کو یہ مقام حاصل تھا۔ اپنے دل کی کیفیت کو یوں بیان کرتے

ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا مجھ پر خاص احسان ہے کہ اس نے میرے دل کو محفوظ کر لیا ہے۔ اب اس دل میں مخلوق خدا میں سے کسی کی محبت نہیں ٹھہرتی مگر اس کے حکم سے۔ جب دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت کے سوا اور کچھ نہ ہو تو وہ خود ہی اس کی حفاظت کا ضامن ہوتا ہے اور اس بندے کو توحید' عظمت اور جبروت کی تلوار عطا کر دی جاتی ہے اور جو بھی اس کے دروازے کے قریب جاتا ہے اس کے سر کو اڑا دیتا ہے اور جب بندہ اپنے دل کی حفاظت پر قادر ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بندے کے دل پر اپنے خاص لشکر میں سے پہرے دار مقرر کر دیتا ہے تاکہ شیطان اور خواہش نفسانیہ کی اس تک رسائی نہ ہو اور مخلوق خدا کے اس کی طرف متوجہ ہونے اور پے در پے دنیاوی نعمتوں کی بارش سے اس کے اجر میں کمی نہ ہو۔

خالص توحید اور معرفت جب بندے کو حاصل ہوتی ہے تو بندے کا دل محبت سے بھر جاتا ہے اور جب بندے کو مقام محبت حاصل ہو جائے تو شیطان اس کے دل سے نکل جاتا ہے اور وہ بندہ اس کے وساوس سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ قرآن مجید اس پر شاہد و ناطق ہے۔ ان عبادی لیس لک علیھم سلطان بے شک میرے بندوں پر تیرا کچھ قابو نہیں۔ (الحجر۴۲) تو بندہ جب اس مقام پر فائز ہو جاتا ہے تو مال و اولاد اس کو نقصان نہیں پہنچاتے اور نہ ہی اس کو اپنے رب سے غافل کرتے ہیں کیونکہ اس کے ہاتھوں میں ہوتا ہے نہ کہ اس کے دل میں۔ جب مخلوق اس کی طرف متوجہ ہوتی ہے تو دنیا اس کے قدموں میں آ جاتی ہے اور اس کو عزت' مرتبہ اور عظمت حاصل ہوتی ہے اور وہ ان چیزوں کی طرف متوجہ نہیں ہوتا کیونکہ اس کے دل کی لو تو رب کے ساتھ لگی ہوئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وعادالرحمان الذین یمشون علی الارض ھونا واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاما والذین یبیتون لربھم سجدا و قیاما اور رحمان کے وہ بندے جو زمین پر آہستہ آہستہ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں بس سلام۔ (الفرقان ۶۳' ۶۴) اور سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا محبین کے کچھ اوصاف جن کی وجہ سے وہ پہچانے جاتے ہیں اور ایسی علامات ہیں جن سے یہ معلوم ہو کہ انہیں مقام محبت مل چکا ہے کیونکہ محبت دلوں میں پوشیدہ ہوتی ہے۔ اس کو کیسے پہچانا جا سکتا ہے؟ اور

شوق وعشق کی آگ بغیر دھوئیں کے ہوتی ہے۔ تو اس کا ادراک کرنا کیسے ممکن ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ جس طرح عمدہ عمدہ خوشبو کستوری کی موجودگی کا پتہ دیتی ہے اور لق ودق صحراء میں سبزے کا پایا جانا پانی کے وجود پر دلالت کرتا ہے۔ اسی طرح محبین کے اوصاف اور علامتیں ہوتی ہے جو ان پر دلالت کرتی ہیں۔

محبین کی صفات

مشائخ کرام کی ایک جماعت نے شیخ جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ سے محبین کی صفات کے بارے میں دریافت کیا تو آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور فرمایا میں اس بندے کے اوصاف کیسے بیان کرسکتا ہوں؟ جس کو اپنی ذات کا ہوش نہ ہو ہمیشہ اپنے رب کے ذکر میں مشغول اور اس کے حقوق کی ادائیگی میں مصروف ہو اور اپنے دل کی آنکھ سے اس ذات کا مشاہدہ کرنے والا ہو۔ حال یہ ہو کہ اس کے دل کو عظمت وھیت کی آگ نے جلا ڈالا ہو اور شرابِ طہور اسے میسر ہو۔ غیب کے پردے اس کیلئے منکشف ہو جائیں اگر وہ گفتگو کرے تو اللہ کے حکم سے اور الہامِ خداوندی ہی اس کا کلام ہو اس کی حرکت اور سکون بھی اللہ کے حکم سے ہو۔ اس کا ہر کام اللہ کی مدد سے اللہ کیلئے رب ذوالجلال کی معیت میں سرانجام پاتا ہے۔

شیخ جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک محبّ صادق وہ ہوتا ہے جو ہمیشہ اپنے رب کا ذکر کرتا ہے اور کبھی اس سے غافل نہیں ہوتا اور اپنے فرائض واجبات کی ادائیگی مُیں کوتاہی اور سستی کا مرتکب نہیں ہوتا۔ جب بندے کو یہ مقام حاصل ہو جائے تو پردے منکشف ہو جاتے ہیں وہ اپنے عمل اور ترکِ عمل، نیند اور بیداری میں عبدربانی بن جاتا ہے۔

ابن قیم نے اپنی کتاب ''طریق ہجرتیں'' میں صفات محبین کا تذکرہ کیا ہے کہ یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جن کے دل معرفت الٰہی سے مملوء اور اس کی محبت اور خشیت اور اجلال اور مراقبے سے معمور ہوتے ہیں پھر یہ محبت ان کے ہر ہر جزء میں سرایت کر جاتی ہے اور یہ محبت اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہر چیز کے ذکر کو بھلا دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے چیز میں سکون حاصل نہیں ہوتا۔ وہ اللہ

تعالیٰ کی محبت کے مقابلے میں تمام محبتوں سے دل پھیر لیتے ہیں اور ماسوا اللہ ہر چیز کو ترک کر دیتے ہیں۔ اس وقت رب ہی ان کی سماعت بن جاتا ہے جس سے وہ سنتے ہیں۔ بصر بن جاتا ہے جس سے وہ دیکھتے ہیں اور ان کا ہاتھ بن جاتا ہے جس سے وہ پکڑتے ہیں اور یہی وہ لوگ ہیں جن کا دل کائنات کی ہر شے سے ترقی کر کے اللہ کے سامنے سربسجود ہو جاتا ہے۔ ابن قیم کے نزدیک محبّ وہ ہوتا ہے جسے اللہ تعالیٰ کی سچی محبت حاصل ہو۔ وہ اللہ تعالیٰ کے غیظ و رحمت عظمت و کبریائی، جمال و جلال، فضل و احسان سے آگاہ ہوتا ہے اور اس کا دل محبتِ الٰہی سے مملوء ہوتا ہے اور غیر کیلئے کوئی جگہ نہیں ہوتی اور جب اس کو خالص محبت اور کامل عبودیت حاصل ہو جاتی ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد صادق آتا ہے۔ عبدی احینی تکن ربانیا تقول لشئی کن فیکون اے میرے بندے اس سے محبت کر تو تو ربانی ہو جائے گا اور جس چیز کو ''کن'' کہے گا وہ اس وقت ہو جائے گی۔

سلطان العاشقین، امام المحبین شیخ ابن فارض ہمارے لئے محبت کے اوصاف بیان کرتے ہیں۔ ڈاکٹر مصطفیٰ حلمی فرماتے ہیں کہ ابن فارض کے نزدیک محبت وہ جوہر ہے جو انسانی نفس کو انتہائی بلندی پر فائز کر دیتا ہے اور اس کو ہر قسم کی علائق اور خواہشات نفسانیہ سے پاک کر کے اس کو مادی قیود سے آزاد کر دیتا ہے اور نفس کو وساوس اور خطرات سے مبرہ و منزہ کر دیتا ہے۔ پھر نفس، ترقی کی منازل طے کرتے ہوئے ایک خالص لطیف روح کی شکل اختیار کر لیتا ہے اور اس میں اتنی قوت ہوتی ہے کہ ملاء اعلیٰ تک رسائی حاصل کر کے جمال جہاں آراء کا مشاہدہ کر لیتا ہے۔

امام شعرانی رحمتہ اللہ علیہ بھی محبّ صادق کی صفات بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ محبت صادق وہ ہے جس میں درج ذیل صفات جمع ہو جائیں ذوق و شوق، دل کی تپش، حزن و شغف، آہ و بکا، شب بیداری و سحر خیزی، دہشت و حیرت، خشوع و خضوع، اخفاء و اظہار وغیرہ۔

محبت کی یہی تعریف بعینہ شیخ ابراہیم دسوقی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی نظم میں بیان کی ہے۔

الا قل لمن یدعی حبا
ویزعم ان الھوی قد علق

اسے کہہ دو جو ہماری محبت کا دعویدار ہے اور گمان کرتا ہے کہ محبت دل میں پیوست ہو گئی ہے۔

فلو کان فیما ادعی صادقا
لکان علی الخض بعض الورق

اگر وہ اپنے دعوی میں سچا ہوتا تو پتوں کی طرح تروتازہ نہ ہوتا۔

فاین النحول واین الدبول
واین الدموع واین الارق

کہاں ہے وہ کمزوری اور لاغری؟ کہاں ہیں وہ آنسو اور کہاں ہے راتوں کا جاگنا۔

محبِّ صادق کیلئے ان صفات کا ہونا ضروری ہے شریعت مطہرہ کی پیروی کرے اور جو محبّ اوا امر الہیہ کی مخالفت اور نواہی سے اجتناب نہیں کرتا وہ اپنے دعوی محبت میں کبھی صادق نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ محبّ، محبوب کا مطیع ہوتا ہے۔ اس کے اوامر کو بجالاتا ہے اور اس کی منع کردہ چیزوں سے دور رہتا ہے اور محبّ صادق اللہ تعالیٰ کے وعدہ و وعید میں شک نہیں کرتا۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ محبّ ہو اور اپنے محبوب کے قول میں شک کرے اسی طرح اخلاص اور صدق بھی محبین کی صفات ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ رجال صدقوا ما عاھدوا اللہ علیه فمنهم من قضی نحبه ومنهم من ینتظر مسلمانوں میں کچھ وہ مرد ہیں جنہوں نے سچا کر دیا جو عہد اللہ سے کیا تھا تو ان میں کوئی اپنی منت پوری کر چکا اور کوئی راہ دیکھ رہا ہے۔ (الاحزاب ۲۳)

مصیبت میں صبر کرنا اور رضا بالقضاء کو بھی صفات محبین میں شمار کیا جاتا ہے۔ صوفیا کرام نے نزدیک حصولِ محبت کا ذریعہ اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اس کی وحدایت کو استعمال کرنا ہے توحید دل کو خواہشاتِ نفسانیہ کینہ وحسد اور وساوس شیطان سے پاک کر دیتی ہے یہ تمام اشیاء بندے کو اپنے رب سے دور کر دیتی ہے اور اس کے اور محبوب حقیقی صلی اللہ علیہ وسلم کے مابین حائل ہو جاتی ہے جب دل شہوات سے خالی ہو اور نفس انسانی خواہشات سے پاک ہو اس وقت بندے کا دل رب کی محبت کا گھر ہوتا ہے جیسا کہ حدیث قدسی میں آیا ہے۔ ماوسعنی ارضی ولا سمائی ولکن

وسعنی قلب عبدی المومن اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ میں نہ تو زمین میں سما سکتا ہوں اور نہ آسمان میں مگر بندہ مومن کے دل میں سما سکتا ہوں۔ (الحدیث)

جب دل شہوات سے خالی ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی توحید اور محبت اس میں بس جاتی ہے (تو وہ) علوم غیبیہ اور اسرار و معارف کا محل بن جاتا ہے۔ پس وہ رب کی ایسی معرفت حاصل کر لیتا ہے کہ کبھی اس سے دور نہیں ہوتا اور اسی طرح راضی برضائے الٰہی ہو جاتا ہے کہ ناراضگی کا شائبہ تک نہیں رہتا اور ہمیشہ ذکر میں مصروف رہتا ہے یہاں تک کہ کبھی وہ ذکر محبوب کو نہیں بھولتا۔ مزید تفصیل ہماری کتاب ''محبت اور علامات محبت'' میں ملاحظہ فرمائیں۔

شوق

شیخ الواسطی رحمتہ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد وعجلت الیک ربی لترضی کی تفسیر بیان کرتے ہوئے بیان فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام نے جلدی کی کیونکہ ان کا شوق غالب تھا اور اپنے پیچھے آنے والوں کی پرواہ نہ کی اور اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کے ذوق میں انہیں پیچھے چھوڑ آئے۔

مروی ہے کہ راحت جاں ﷺ اپنی دعا میں ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ اے محبوب حقیقی! تیرے دیدار کی لذت اور ملاقات کے شوق کا سوال کرتا ہوں۔ شوق کا تعلق احوال محبت سے ہے کیونکہ ہر محبّ مشتاق ہوتا ہے اور شوق بندے کا اختیاری عمل نہیں ہے۔ یہ الہ تعالیٰ کی خاص عنایت ہوتی ہے۔ اپنے محبین میں سے جسے چاہتا ہے عطا فرما دیتا ہے۔ امام طوسی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ''شوق سے مراد بندے کی وہ حالت ہے کہ محبوب کی ملاقات کے شوق میں اپنی زندگی سے اکتا جائے۔'' امام تفسیری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ محبوب کی ملاقات کیلئے دل میں جو ہیجان پیدا ہوتا ہے اسے شوق کہتے ہیں اور محبت کی مقدار کے مطابق شوق ہوتا ہے۔

ابن عطاء اللہ سکندری سے شوق کے متعلق سوال کیا گیا تو فرمایا۔ ''دل کے جلنے اور جگر کے ٹکڑے ہونے کا نام شوق ہے۔'' جب ان سے پوچھا گیا کہ شوق اعلیٰ ہے یا محبت تو فرمایا۔ محبت کا

درجہ بلند ہے کیونکہ شوق محبت سے ہی پیدا ہوتا ہے۔امام سہروردی فرماتے ہیں کہ محبت اور شوق کا تعلق اسی طرح ہے جیسے زہد اور توبہ کا جب توبہ پختہ ہو جائے تو زہد کا آغاز ہوتا ہے اسی طرح جب محبت دل میں بس جاتی ہے تو شوق کا آغاز ہوتا ہے بعض لوگوں نے حالت شوق کا انکار کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ شوق اس کیلئے ہوتا ہے جو غائب ہو اور محبوب کب محبّ سے غائب ہوتا ہے کہ اس کا مشتاق ہو۔

امام شعرانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حالت شوق کا انکار کرنا صحیح نہیں کیونکہ شوق محبین میں موجود ہوتا ہے اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ ان کے نزدیک مشاہدہ اور ملاقات کا شوق بعد اور غیبوبیت کے شوق سے دور ہوتا ہے۔بایزید بسطامی رحمتہ الہ علیہ کا قول بھی امام شعرانی کے قول کا موید ہے۔فرماتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ اہل جنت کو اپنے دیدار سے محروم کر دے تو وہ جنت سے پناہ مانگیں گے۔جس طرح جہنم والے آگ سے پناہ مانگتے ہیں۔کسی شاعر نے اس مفہوم کو یوں بیان کیا ہے۔

مایرجع الطرف عنہ عند رویتہ
حتی یعود الیہ الطرف مشتاقا

دیدار آنکھ اس کے چہرے سے نہیں ہٹتی کہ اس کی طرف اشتیاق سے لوٹے۔مزید تفصیل ہمارے کتاب ''حقیقت عشق'' ''محبت اور علامات محبت'' میں دیکھیں۔

انس

حضرت ذوالنون مصری رحمتہ اللہ علیہ سے انس کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا۔محبّ کا محبوب سے بے تکلف ہونا انس ہے اور کہا گیا ہے۔حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قول ارنی کیف تحیی الموتی (البقرہ۲۶۰) اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قول ارنی انظر الیک اسی قبیل سے ہے۔

امان طوسی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں اللہ کے ساتھ انس کا معنی یہ ہے کہ بندہ اس کے ساتھ

اعتماد کرے اور اسی سے سکون کا طالب ہو۔ فرماتے ہیں کہ اس سے زیادہ انس کی وضاحت نہیں ہو سکتی۔ مروی ہے کہ مطرف ابن شخیر نے عمر بن عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ کی طرف لکھا۔ ''چاہئے کہ تیرا انس صرف اللہ کے ساتھ خاص ہو اور سب کو چھوڑ کر اسی کے ہو رہو۔ اللہ تعالیٰ کے بعض بندے ایسے بھی ہیں کہ جب انہیں اللہ کے ساتھ انس ہو جاتا ہے تو انہیں خلوت میں بھی وہ سکون میسر ہوتا ہے جو دوسرے لوگوں کو جلوت میں میسر نہیں۔''

حضرت رابعہ بصریہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتی ہیں کہ ہر مطیع صاحب انس ہوتا ہے اور کسی شاعر نے اس طرح بیان کیا ہے۔

فالجسم منی للجلیس مئوانس
وحبیب قلبی فی الفواد انیس

میں نے تجھے اپنے دل میں چھپالیا تیرے ساتھ گفتگو کرنے کیلئے اور اپنے جسم کو مباح کر دیا جو کہ میرے پاس بیٹھنے کا ارادہ کرے میرا جسم ظاہری ہم نشین سے مانوس ہے حالانکہ میرے دل کا محبوب میرے دل ہی میں بسا ہوا ہے۔

لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مقام انس پر بندہ کب فائز ہوتا ہے۔ امام شعرانی فرماتے ہیں۔ انس باطن کی پاکیزگی، کمال تقویٰ، قطع اسباب اور خواطر قلبیہ کے خاتمہ سے ہوتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ انسان کو اپنے ہم جنس سے انس حاصل ہوتا ہے۔ رب اور بندے کے درمیان مجانست موجود نہیں۔ اس لئے انس سے مراد وہ لذت قرب ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو عطا فرماتا ہے اس سے انس مراد نہیں اور محققین کے نزدیک انس باللہ صحیح نہیں۔ جس طرح کہ امام شعرانی کی رائے ہے اور بندے کو جو انس اور محبت حاصل ہوتی ہے یہ اللہ تعالیٰ کی اس کے دل کی طرف خاص توجہ اور عنایت سے ہوتی ہے۔

قُرب

اللہ کریم کا ارشاد مبارک ہے۔ واذا سالک عبادی عنی فانی قریب

اور اے محبوب! جب تم سے میرے بندے مجھے پوچھیں تو میں نزدیک ہوں۔ (البقرہ ۱۸۶) پھر ارشاد فرمایا۔ ونحن اقرب الیہ من حبل الورید اور ہم اس کے زیادہ پاس ہیں ل (الواقعہ ۸۵) ایک اور مقام پر اللہ جل مجدہ نے اپنے محبوب ﷺ کو فرمایا واسجد واقترب اور سجدہ کرو اور رب کے قریب ہو جاؤ۔ (العلق ۱۹) فرمان محبوب کریم ﷺ ہے۔ اقرب مایکون العبد من ربہ وھو ساجد نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ بندہ اپنے رب سے سب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتا ہے جب اس کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوتا ہے۔ (الحدیث)

ڈاکٹر عبدالحلیم محمود فرماتے ہیں کہ سجدے کو دین اسلام میں بڑی اہمیت حاصل ہے سجدہ انسان کو جنت میں داخل کر دیتا ہے۔ حضرت امام مسلم اپنی صحیح میں ربیعہ ابن کعب الاسلمی رحمتہ اللہ علیہ سے جو کہ خادم محبوب کریم ﷺ اور اصحاب صفہ میں سے تھے روایت کرتے ہیں کہ میں محبوب کریم ﷺ کے کاشانہ انور کے دروازے پر سوتا تھا۔ جب آپ بیدار ہوتے تو میں وضو کا پانی اور دیگر اشیاء ضرورت حاضر کرتا ایک دن راحت دو جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اے ربیعہ مانگو جو چاہتے ہو۔ میں نے عرض کی جنت میں آپ کی رفاقت کا طالب ہوں فرمایا۔ اس کے علاوہ بھی کچھ مانگ لو میں نے عرض کی میری بس یہی طلب ہے ارشاد فرمایا کثرت سجود کے ساتھ حصول مقصد کیلئے تعون کرو۔ (الحدیث)

امام طوسی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ حالت قرب اس بندے کو حاصل ہوتی ہے جو اپنے دل کے ساتھ اللہ کریم کا مشاہدہ کرتا ہے اور اپنی اطاعت کے ساتھ مزید رب حاصل کر لیتا ہے اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہتا ہے۔ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جس قدر اپنے بندوں کے دلوں کو اپنے قریب دیکھتا ہے اس قدر وہ بھی ان کے قریب آ جاتا ہے۔ اب دیکھنا یہ چاہئے کہ وہ تمہارے دل کے کتنا قریب ہے۔ شیخ نصر بازی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں معرفت اتباع سنت سے حاصل ہوتی ہے قربت ادائیگی فرض سے اور محبت نوافل پر مواظبت کرنے سے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بندہ کو کب قرب حاصل ہوتا ہے؟ امام شعرانی فرماتے ہیں

کہ بندے کو اپنے رب کا قرب اس وقت حاصل ہوتا ہے جب مخلوق کے دل اس کیلئے سخت ہو جاتے ہیں۔ ان کی زبانیں اس کی مذمت کیلئے کھل جاتی ہیں اور اس کی تعریف وتوصیف سے رک جاتی ہیں اور اس کے ساتھ میل جول کو ترک کر دیا جاتا ہے۔

امام شعرانی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بندے کو اپنے قرب سے اس وقت تک نہیں نوازتا جب تک وہ کسی غیر سے نفع ونقصان کی امید رکھتا ہے۔ اے بندے! اپنے رب کے ساتھ حسن ظن رکھ اور اس ذات کی طرف دیکھ جو ہر وقت تیری نگہبان ہے اور اس ذات کی طرف متوجہ ہو جا جو تیری طرف متوجہ ہے امام قشیری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قرب کا سب سے پہلا مرتبہ یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور عبادت میں مصروف ہو جائے۔

حدیث قدسی ہے کہ مقربین کو قرب ادائیگی فرض سے بڑھ کر کسی اور چیز سے حاصل نہیں ہوتا۔ بندہ نوافل کے ذریعے قرب حاصل کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اسے محبوب بنالیتا ہوں اور جب محبوب بنالیتا ہوں تو میں اس کی سمع وبصر بن جاتا ہوں تو وہ میری طاقت سے ہی دیکھتا اور سنتا ہے۔

حقیقی عشق کی اہمیت

سب تعریفیں اللہ کریم کے لئے ہیں جس نے انسان کو اپنی تخلیق کا شاہکار بنایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم تحقیق ہم نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا کیا۔ رب کائنات ہر انسان کی پیدائش کے وقت اس کے دل میں اپنی محبت کا بیج رکھ دیتے ہیں جس کی وجہ سے ہر انسان فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔ حدیث پاک میں ہے۔ کل مولد یولد علی فطرۃ الاسلام ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے ہر انسان دلائل کی بجائے فطرت کے دباؤ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے وجود پر یقین رکھتا ہے اور اس کی عبادت کرتا ہے۔

زندگی آمد برائے بندگی

زندگی بے بندگی شرمندگی

انسانی زندگی سے عشق محبوب کا جذبہ نکال دیا جائے تو حیوانیت کے سوا کچھ باقی نہیں رہتا۔ بھلا اس فانی دنیا میں عشق محبوب کے سوا رکھا ہی کیا ہے۔

در خرمن کائنات کردیم نگاہ
یک دانہ محبت است باقی ہمہ کاہ

بس میں نے کائنات کے خرمن کی طرف نظر کی ایک دانہ محبت کا ہے باقی سب تنکے چھلکے (بھوسہ) ہیں۔ جب دل عشق الٰہی سے معمور اور آنکھیں شراب الست سے مخمور ہوں تو زندگی کا انداز ہی نرالا ہوتا ہے۔

مت عشق از ہمہ ملت جدا است
عاشقاں را مذہب و ملت جدا است

(عشق کی ملت تمام ملتوں سے منفرد ہے عاشقوں کا مذہب اور ملت جدا ہوتا ہے۔ زندگی کی کامیابی اور ناکامی کا دارومدار عشق الٰہی پر موقوف ہے۔ اسی سے انسان کو کبھی تو ولقد کرمنا بنی آدم (اور ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی) کا خطاب ملا اور کبھی وفضلنا ھم علی کثیر (اور ان کو بہت ساروں پر فضیلت بخشی) کا ہار اس کے گلے میں ڈالا گیا۔ یہ فضیلت عشق الٰہی کی وجہ سے ملی۔

ہر کہ عاشق شد جمال ذات را
اوست سید جملہ موجودات را

(جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کے جمال کا عاشق ہے وہ تمام موجودات کا سردار ہے۔) انسانی زندگی کی ابتدا اور انتہا اور اس کے مبداء و معاد کا مرکزی نقطہ عشق الٰہی ہے۔

عشق اول عشق آخر عشق کل
عشق شاخ و عشق نخل و عشق گل

(عشق ہی اول عشق ہی آخر عشق ہی سب کائنات ہے، عشق ہی شاخ عشق ہی درخت اور عشق ہی پھول ہے۔) جس طرح بنجر زمین بیج کی نشو ونما کرنے کی بجائے اس کے خاتمے کا سبب بنتی ہے اسی طرح معصیت والا ماحول عشق الٰہی کے جذبے کو نکھارنے کی بجائے غفلت کے پردوں

میں لپیٹ دینے کا سبب بنتا ہے۔ اگر ماحول سازگار ہو تو عشق الٰہی کا بیج پھلتا پھولتا ہے اور اپنی بہار دکھاتا ہے بلکہ آس پاس کی فضا کو بھی معطر کر دیتا ہے۔ ہر اچھے ماحول میں آپ انسانوں کی زندگی کا مرکز و محور اللہ تعالیٰ کی ذات کو پائیں گے۔

ندانم آں گل خنداں چہ رنگ و بو وارد
کہ مرغ ہر چمنے گفتگو کے او وارد

(نہ جانے اس مسکراتے پھول کا رنگ اور خوشبو کیسی ہے کہ چمن کا ہر پرندہ اسی کی گفتگو کرتا ہے۔)

چہ شد مجذوب گر دیوانہ اوست
ہمہ عالم ہمیں پروانہ اوست

(کیا ہوا اگر مجذوب اس کا دیوانہ ہے دیکھو تو سارا عالم ہی اس کا پروانہ ہے) سچ ہے کہ اس کائنات میں جتنا اللہ تعالیٰ کو چاہا گیا جتنی اس سے محبت کی گئی جتنا اسے یاد کیا گیا جتنا اسے پکارا گیا جتنی اس کی عبادت کی گئی جتنا اس سے عشق کیا گیا کائنات میں کوئی دوسری ہستی اس جیسی نہیں۔ سب مخلوق اس کی شیدائی ہے۔

ہم ہوئے تم ہوئے کہ میر ہوئے
اس کی زلفوں کے سب اسیر ہوئے
میں بھی اس پر مر مٹا ناصح تو کیا بے جا کیا
اک مجھے سودا تھا دنیا بھر تو سودائی نہ تھی

☆ انسانی جسم مختلف اعضاء کا مجموعہ ہے اور ہر عضو کی اپنی اپنی صفات ہیں مثلاً آنکھ کی صفت دیکھنا، کان کی صفت سننا، ناک کی صفت سونگھنا وغیرہ۔ اسی طرح انسان کے دل کی صفت محبت کرنا ہے۔ دل کسی نہ کسی سے محبت ضرور کرتا ہے۔

پتھر سے ہو خدا سے ہو یا پھر کسی سے ہو
آتا نہیں ہے چین محبت کئے بغیر
دل بہر محبت ہے محبت ہی کرے گا

لاکھ اس کو بچا تو یہ کسی پر تو مرے گا

☆ انسان جب کسی سے محبت کرتا ہے تو عموماً اس کی دو وجوہات ہوتی ہیں۔

ا۔ وہ ہستی اپنی ذات وصفات میں دوسروں سے ممتاز ہوتی ہے ان پر فوقیت رکھتی ہے۔ اس جیسا کوئی دوسرا نہیں ہوتا۔ اس انداز سے دیکھا جائے تو پروردگار عالم کی ذات واحد یکتا ہی ایسی ہے کہ کوئی اس کا ہم پایہ نہیں۔ سوچنے کی بات ہے کہ جس ذات نے حسن کو پیدا کر دیا اس کے اپنے حسن و جمال کا کیا عالم ہوگا۔ پس یہ فطری بات ہے کہ انسان اپنے پروردگار سے محبت کرے۔

۲۔ جو ہستی بااختیار ہو اور انسان کے ہر دکھ سکھ میں اس کے کام آئے۔ اس انداز سے دیکھا جائے تو انسان کے غم واندوہ میں کام آنے والی ذات فقط اللہ تعالیٰ ہی کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر انسان اپنی پریشانی میں بے اختیار اللہ ہی کو پکارتا ہے۔

ہر مرحلہ غم پہ ملی تجھ سے تسلی
ہر موڑ پہ گھبرا کے ترا نام لیا ہے

اللہ تعالیٰ کے نام میں اتنی چاشنی اور لذت ہے کہ اس کو بار بار پکارنے سے انسان کا دکھ سکھ میں بدل جاتا ہے۔

جو مضطرب ہے اس کو ادھر التفات ہے
آخر خدا کے نام میں کوئی تو بات ہے

انسان کو چاہئے کہ حالات کے اتار چڑھاؤ سے متاثر ہوئے بغیر ہر حال میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا رہے۔

گو میں رہا رہین ستم ہائے روزگار
لیکن ترے خیال سے غافل نہیں رہا

جس دل میں عشق الٰہی کا داغ نہ ہو اسے جینے کا مزہ بھی نہیں ملتا جیسا کیسا ہو محبوب حقیقی کے در کو ہرگز نہ چھوڑنا چاہئے۔

لاگ گر دل کو نہیں لطف نہیں جینے گا

الجھے سلجھے اسی کاکل کے گرفتار رہو

جس انسان کا دل عشق الٰہی کی چاشنی سے آشنا ہو اس کی زندگی میں یکسوئی اور یکروئی ہوتی ہے۔

نہ غرض کسی سے نہ واسطہ مجھے کام اپنے ہی کام سے
ترے ذکر سے ترے شکر سے تری یاد سے ترے نام سے

جس کی آنکھ میں عشق الٰہی کا سرمہ لگا ہو اس کی نظر میں عرش سے تحت الثریٰ تک کوئی حجاب نہیں رہتا۔ عاشق جب اپنی ذات پر نظر ڈالتا ہے تو اپنے آپ کو سراپا خطا محسوس کرتا ہے جب محبوب کی طرف نظر اٹھاتا ہے تو اسے سراپا عطا دیکھتا ہے پس اسی سے امیدیں بندھی رہتی ہیں اور وہ اس در پر پڑا رہتا ہے۔

الٰهی کیف ادعوك و انا عاص
وكيف لا ادعوك وانت كريم

الٰہی میں کیسے تجھ سے مانگوں کہ میں خطا کار ہوں اور تجھ سے کیسے نہ مانگوں کہ جب تو اتنا کریم ہے۔

☆ عاشق ایک لمحہ بھی محبوب حقیقی سے غافل نہیں ہوتا۔ اس کی نگاہیں درِ محبوب پر لگی ہوتی ہیں۔ منتظر ہوتا ہے کہ نہ معلوم کب محبوب دروازہ کھول دے۔

یک چشم زدن غافل از آں شاہ نہ باشی
شاید لہ اسے سد آگاہ نہ باشی

(پلک جھپکنے کی دیر بھی اس بادشاہ سے غافل۔ شاید وہ نگاہ کرے اور تو بے خبر رہے) اس لئے مشائخ کرام نے فرمایا ہے۔ من غمض عينه عن الله تعالى طرفة عين لم يصل الى مقصوده (جس نے اللہ تعالیٰ سے ایک لمحہ بھی آنکھ ہٹائی وہ اپنے مقصود کو نہیں پہنچ سکتا۔)

☆ عاشق کے دل میں محبوب کے سوا کسی دوسرے کے لئے کوئی جگہ نہیں ہوتی۔ اگر وہ اپنی آنکھ سے محبوب حقیقی کو نہیں دیکھ سکتا تو اپنے دل کی آنکھ سے دیکھتا ہے۔

حبيب ليس بعدله حبيب

وما السواء فی قلبی نصیب
حبیب غالب عن بصری و شخصی
ولکن عن فئوادی لا یغیب

(میرا محبوب ایسا ہے کہ اس کے سوا کوئی دوسرا محبوب نہیں میرے قلب میں کسی دوسرے کے لئے جگہ نہیں اگر چہ میرا محبوب میری ظاہری نگاہوں سے اوجھل ہے مگر میرے دل کی انکھوں سے ہرگز غائب نہیں ہوسکتا۔)

☆ عاشق صادق کو فقط اپنے محبوب سے ملاقات مطلوب ہوتی ہے اور وہ اسی شوق میں زندی بسر کرتا ہے۔اس کا دل غیر کی طرف میلان کرنے سے انکار کر دیتا ہے۔

انت انسی وھمتی وسروری ۔ قدابی القلب ان یحب سواکا
یاعزیزی و ھمتی و مرادی ۔ طال شوقی متی یکون لقاکا
لیس سئوالی من الجنان نعیم ۔ غیر انی ارید لقاکا

(تو میرا پیارا میرا محبوب اور میری خوشی ہے۔میرا دل تیرے ماسوا کی محبت سے انکاری ہے اے میرے عزیز میرے پیارے اور میرے مقصود میرا شوق لمبا ہو چکا ہے۔میری ملاقات تجھ سے کب ہوگی میرا سوال جنتوں کی نعمتوں کا نہیں ہے مگر میں تو تیری ملاقات چاہتا ہوں۔) عاشق کو محبوب سے وصل کی ہر وقت تمنا رہتی ہے پس اس کے سر میں ایک ہی سودا سمایا ہوا ہوتا ہے۔

اے در دل من اصل تمنا ہمہ تو ۔ اے در سر من مایہ سودا ہمہ تو
ہر چند بہ روزگار دری نگرم ۔ امرور ہمہ توئی کہ فردا ہمہ تو

(اے کہ میرے دل میں اصل تمنا تو ہی ہے۔اے کہ میرے سر میں محبت کا سرمایاہ تو ہی ہے۔جب بھی زمانے میں میں نگاہ کرتا ہوں آج بھی سب کچھ تو ہے بلکہ کل بھی سب کچھ تو ہے۔)

☆ عاشق جب اپنے اردگرد دیکھتا ہے تو غافل دنیا کے غافل لوگ اسے ہوا و ہوس کے گرفتار نظر آتے ہیں اور دنیا ایسے پنجرے کی مانند نظر آتی ہے۔

من باغ جہاں راقفسے یدم و بس ۔ مرغش زہوا وہوسے دیدم و بس
از صبح وجودے تاشباں گاہ عدم ۔ چوں چشم کشودم نفسے دیدم و بس

(میں دنیا کے باغ کو پنجرہ دیکھتا ہوں اور بس۔ اس کا پرندہ ہوا وہوس ہی کو دیکھتا ہوں اور بس وجود کی صبح سے عدم کی شام تک جب بھی آنکھ کھولی اپنے نفس کو دیکھا اور بس)

☆ عشق الٰہی کی تاثیر ایسی ہے کہ یہ دل سے ماسوا کو نکال پھینکتا ہے حتیٰ کہ عاشق صادق کے دل میں غیر کے لئے ہرگز ہرگز کوئی جگہ نہیں ہوتی۔ العشق نارا ماسوا محبوب

☆ عاشق کے دل کی تمنا ہوتی ہے کہ وہ اپنا سب کچھ محبوب کی خاطر لٹا دے وہ محبوب کے در کی گدائی کو اپنے لئے باعث سعادت سمجھتا ہے۔

یاد میں تیری سب کو بھلا دوں کوئی نہ مجھ کو یاد رہے
تجھ پر سب گھر بار لٹا دوں خانہ دل آباد رہے
سب خوشیوں کو آگ لگا دوں غم سے ترے دل شاد رہے
سب کو نظر سے اپنی گرا دوں تجھ سے فقط فریاد رہے

☆ دنیا میں رہتے ہوئے سینکڑوں چیزیں انسان کو ملتی ہے اور سینکڑوں انسان سے چھن جاتی ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ جو چیز بھی انسان سے دور ہو اس کا بدل دنیا میں موجود ہوتا ہے لیکن اگر اللہ تعالیٰ کسی سے دور ہو جائے تو اس کا کوئی بدل نہیں۔

لکل شئی اذا فارقته عرض ولیس لله ان فارقت من عرض (ہر چیز جس سے تو جدا ہو اس کا بدل ہے لیکن اگر اللہ سے جدا ہو گیا تو اس کا کوئی بدل نہیں۔) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہا روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ کلام عرب میں سب سے اچھا کلام لبید شاعر کا ہے کہ

الا کل شئی ماخلا الله باطل وکل نعیم لا محالة زاتیل
(ہر چیز جو اللہ کے سوا ہے وہ باطل ہے اور ہر نعمت یقیناً زائل ہو جانے والی ہے۔)

والذین آمنو اشد حبا لله (ایان والوں کو اللہ تعالیٰ سے شدید محبت ہوتی ہے۔) کمال ایمان کی نشانی محبت الٰہی میں پختگی اور رسوخ ہے۔ وقت اور زمانے کے بدلتے حالات میں اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔

محبت محبت تو کہتے ہیں لیکن ۔ محبت نہیں جس میں شدت نہیں ہے
محبت کے انداز ہیں سب پرانے ۔ خبردار ہو اس میں جدت نہیں ہے

محبت الٰہی انسانی زندگی کی تلخیوں کو شیرینی میں بدل دیتی ہے۔ دل میں عشق الٰہی سے ایسی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے کہ جس کا خدا سے واسطہ اس کا بے چینی سے کیا واسطہ۔

از محبت تلخہا شیریں شود ۔ وز محبت سیمہا زریں شود
از محبت دردہا صافی شود ۔ وز محبت دردہا شافی شود

(محبت سے کڑوے میٹھے بن جاتے ہیں محبت سے چاندی سونا بن جاتی ہے۔

انگلیاں میری ہیں اور ان میں قلم ہے تیرا ہاتھ میرا ہے مگر اس پر کرم ہے تیرا

چیف آرگنائزر بزم عشاق

حضرت علامہ حافظ محمد زمان خان چشتی سیالوی کی عالمانہ' عارفانہ' عاشقانہ چند تحریریں

معجزات محبوب ﷺ	اسلاف کا جذبہ ایثار	وسیلتنا فی الدارین
عشق کی باتیں	اسلاف کا اخلاق	وبالوالدین احسنا
عشق است امام من	اسلاف کا شوق علم	بخشش کے بہانے
حقیقت انساں	شمس الضحیٰ	عاشقانہ تقریریں
دیوان عشق	صاحب الجود والکرم	عشق خیرالوریٰ ﷺ
راحت جاں ﷺ	اسلام میں دل جوئی کا مقام	پیام محبت
پیکر حسن و جمال	اسلام میں دل شکنی جائز نہیں	وہ مصور کیسا ہو گا جس کی یہ تصویر ہے
پیکر جمال و کمال	کیا حضور اکرم ﷺ کے وسیلہ سے مانگنا جائز ہے؟	اہل دل
نور الھدیٰ	جب بھی مانگو حضور ﷺ کے وسیلہ سے مانگو	آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری
عجب چیز ہے لذت آشنائی	وسیلہ محبوب ﷺ	تجھے اہل ایماں سلام کہتے ہیں

ادارہ نجم الھدیٰ جامع مسجد عمر رضی اللہ عنہ
بٹھان والا جھنگ روڈ فیصل آباد